قربانی، عقیقہ اور صدقہ کے جانوروں میں فرق!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

مختلف فلاحی اداروں میں صدقے کے بکرے کے سلسلے میں جاتا ہوں، لیکن ایک چیز جو مجھے پریشان کرتی ہے اور دل گرفتہ بھی، وہ یہ کہ جو جانور صدقے یا عقیقے کے مقصد کے لیے لائے جاتے ہیں وہ کسی طور پر بھی اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کو صدقہ یا عقیقے کے لیے استعمال میں لایا جاسکے۔ ایک تو یہ انتہائی کم عمر ہوتے ہیں، یا یوں کہئے کہ جسامت میں بچے اور انتہائی کمزور ہوتے ہیں اور معذرت کے ساتھ جو رقم ان اداروں میں اس مد میں لی جاتی ہے اس کے عوض جو جانور پیش کیے جاتے ہیں، وہ کسی بھی طرح اس رقم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اور چھری چلاتے وقت اس بات کا بھی دل میں اندیشہ سا رہتا ہے کہ ہم (نعوذ باللہ!) ان بچوں پہ چھری چلاتے ہوئے گناہ کے مرتکب تو نہیں ہورہے؟! مسئلہ پیسوں کا نہیں ہے، بلکہ انسانی صحت کا بھی ہے، یقیناً جو گوشت یہاں پر جمع ہوتا ہے، وہ ایسے لوگوں کو ہی دیا جاتا ہوگا جو حقیقۃً اس کے مستحق ہیں، جبکہ اتنے کمزور یا یوں کہئے کہ کم عمر جانور کی قربانی اسلام میں بھی سختی سے منع ہے، بلکہ اس کا گوشت بھی سائنسی بنیادوں پر انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے اور صدقہ کا تو مقصد ہی بہت عظیم ہے، لیکن اس طرح ہم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے بجائے اس کی ناراضگی تو مول نہیں لے رہے؟! اس سلسلے میں مجھ ناچیز کو آپ سے درج ذیل اُمور پہ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی درکار ہے۔

۱:...... جو جانور صدقے یا عقیقے کے مقصد سے فروخت کیے جائیں ان کی کم از کم عمر کیا ہونی چاہیے؟

۲:...... جانوروں کی قیمت کا تعین کیا ان کی نسل سے ہونا چاہیے یا صحت سے؟

۳:...... جانوروں کی ویکسینیشن کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا صدقے یا عقیقے کے جانوروں

میں کسی قسم کی تفریق جائز ہے؟ اگر کوئی ادارہ یا فرد اس سلسلے میں کوئی تفریق کرتا ہے تو اس سلسلے میں جانور خریدنے اور بیچنے والا دونوں کے بارے میں کیا احکامات ہیں؟

۴:......اگر کوئی شخص یا ادارہ جانور کی عمر یا صحت کے سلسلے میں خریدار سے غلط بیانی کرتا ہے، جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، اس کا علم خریدار کو جانور کٹنے اور اس کے گوشت کی تقسیم کے بعد ہوتا ہے تو کیا اس کا گناہ جانور فروخت کرنے والے پر واجب ہوگا یا خریدار پر بھی؟

جناب عالی! میری دانست میں جو سوالات تھے، میں نے بیان کر دیئے، اب آپ سے قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی چاہتا ہوں۔ مستفتی: محمد شفیق احمد ولد محمد دستگیر مرحوم، کراچی

الجواب حامدًا ومصليًا

۱:......واضح رہے کہ قربانی کے جانوروں کے لیے شرعاً عمر مقرر ہے کہ اتنی عمر کا جانور ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، ورنہ قربانی نہیں ہوگی، چنانچہ بکری، بکرے، دنبہ اور بھیڑ کے لیے کم از کم ایک سال کی عمر کا ہونا ضروری ہے۔ (والتفصيل فی الفقه) البتہ اگر دنبہ، بھیڑ پورے سال کا نہ ہو، لیکن اتنا توانا اور صحت مند ہو کہ سال بھر کے دنبہ اور بھیڑوں کے ساتھ کھڑا کیا جائے تو یہ ان سے چھوٹا نظر نہ آئے تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ اسی طرح جانور عیب دار نہ ہو، جس کی تفصیلات کتابوں میں مذکور ہیں، جب کہ صدقہ کے جانور میں عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی، بلکہ صدقہ کرنے والا جتنی مالیت کا جانور اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنا چاہے کر سکتا ہے اور وہ جتنی مالیت صدقہ کرے گا اتنی مالیت کا اُسے اجر وثواب ملے گا۔ البحر الرائق میں ہے:

''وجاز الثنی من الکل والجذع من الضأن ، لقوله علیه الصلاة والسلام: لاتذبحوا إلامسنة، إلا أن یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضأن ...... والثنی من الضأن والمعز ابن مسنة۔'' (البحر الرائق، کتاب الأضحیۃ، ج:۷،ص:۱۷۷، ط:رشیدیہ)

المحیط البرہانی میں ہے:

''والثنی من الغنم الذی تم علیه السنة وطعن فی الثانیة۔'' (ج:۲،ص:۹۲، ط:ادارۃ القرآن)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''حتی لو ضحّٰی بأقل من ذٰلک شیئًا لایجوز ، ولو ضحّٰی بأکثر من ذٰلک شیئًا یجوز ویکون أفضل۔'' (ج:۵،ص:۲۹۷، ط:ماجدیہ)

عمر کی تعیین کے بعد قربانی کے جانوروں کے انتخاب میں ایسے جانور کا انتخاب کرنا مستحب ہے جو بڑے جسم کا، دیکھنے میں خوبصورت، فربہ اور گوشت سے بھرا ہوا ہو، اور دام میں مہنگا اور گوشت میں زیادہ ہو، تاہم قربانی کی شرائط جانور میں پائے جانے کی صورت میں جس مالیت کا بھی جانور لے، کوئی حرج نہیں۔ بدائع الصنائع میں ہے:

''وأما الذی یرجع إلی الأضحیة فالمستحب أن یکون أسمنَها وأحسنَها

وأعظمَها ، لأنها مطية الآخرة۔'' (بدائع الصنائع ، ج:۵،ص:۸۰، ط:سعید)

اور جو جانور بالکل لاغر ہو اور خود نہ چل سکتا ہو یا اندھا ہو کہ دیکھ نہ سکتا ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اس کے صحیح ہونے کی اُمید نہ ہو یا اُس میں کوئی ایسا شرعی عیب ہو جو قربانی کی صحت کے لیے مانع ہو تو ایسے جانوروں کی قربانی جائز ہی نہیں۔ البحر الرائق میں ہے:

''(لا بالعمياء والعوراء والعجفاء والعرجاء) أى التى لاتمشى إلى المنسک أى المذبح ، لما روي عن البراء بن عازبؓ أنهٗ عليه السلام قال: ''أربع لاتجوز فى الأضاحى : العوراء البين عورها ، والمريضة البين مرضها ، والعجفاء البين ضلعها ، والكسيرة التى لاتنقى۔'' (البحر الرائق ، ج:۸،ص:۱۷۶، ط:سعید)

المحیط البرہانی میں ہے:

''ولابأس بالمهزولة إذا بقى لها بعض اللحم، فإن لم يبق شيئًا من ذٰلک لايجوز۔'' (ج:۶،ص:۹۳)

عقیقہ کے لیے بھی وہی جانور معتبر ہیں جن کی قربانی جائز ہو، اس لیے ان کا بھی یہی حکم ہے، لہٰذا جو جانور عقیقہ یا قربانی کے لیے خریدے جائیں تو ان کا قربانی کی عمر کا ہونا ضروری ہے۔ الدر المختار میں ہے:

''ثم يعق عند الحلق عقيقة .... وهى شاة تصلح للأضحية۔''

(الدر المختار مع شرحہ رد المحتار ، ج:۶،ص:۳۳۶، ط:سعید)

۲:......قربانی وغیرہ کے جانوروں کی قیمت کا تعین ان کی نسل سے ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ ان میں مطلوبہ شرائط کا پایا جانا کافی ہے اور جسامت میں عمدگی مستحب ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک حصہ کی قربانی کے لیے اگر پچاس ہزار روپے میں ایک عمدہ گائے میسر ہوسکتی ہو تو اتنی مالیت کے اعلیٰ نسل کے بکرے، بکری کے مقابلے میں یہ گائے خریدنا بہتر اور مستحب ہوگا، بوجہ گوشت کی زیادتی اور غرباء کے نفع کے اور اگر اسی قیمت میں فربہ اور گوشت سے پُر بکری مل سکتی ہو تو لاغر اعلیٰ نسل کے بکرے کے مقابلے میں اس کو خریدنا زیادہ اولیٰ اور باعثِ ثواب ہوگا۔ المحیط البرہانی میں ہے:

''البقرة أفضل من الشاة فى الأضحية إذا استويا فى القيمة ...... والأصل فى هٰذا أنهما إذا استويا فى اللحم والقيمة فأطيبها لحماً أفضل وإذا اختلفا فى القيمة واللحم فالفاضل أولٰى . إذا ثبت هٰذا فنقول: العجل بعشرين وذٰلک قيمتهٗ أفضل من خصى بخمسة عشر و إن كان الخصى أطيب لحما لأن الآخر أكثر۔'' (المحیط البرہانی، ج:۶،ص:۹۳، ط:ادارۃ القرآن)

۳:......جب قربانی اور عقیقہ کے جانور میں عمر کی شرط ہے، عیوب سے پاک ہونا لازم ہے اور صدقہ میں یہ پابندی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں کے درمیان واضح فرق ہے اور جو دونوں کے درمیان فرق کرے وہ درست ہے۔ چونکہ صدقہ کرنے سے غریبوں کی امداد اور ان کے ساتھ تعاون

کر کے اللہ کی خوشنودی مقصود ہونی چاہیے، اس لیے جس سے غرباء کا تعاون زیادہ ہوگا اس میں اجر زیادہ ہوگا۔ بعض لوگ صرف خون بہانے کو صدقہ میں زیادہ اہمیت دیتے ہیں، خواہ مالیت کم ہی کیوں نہ ہو، یہ اُن کی غلط فہمی ہے، بلکہ کثرتِ اجر وثواب کا مدار کثرتِ مالیت اور اخلاص پر ہے۔

۴:......اگر کوئی نمائندہ غلط بیانی کرتے ہوئے کم قیمت میں خرید کردہ جانور زیادہ قیمت ظاہر کر کے صدقہ دینے والے یا قربانی کرنے والے سے زیادہ رقم وصول کرے تو یہ خیانت ہے، جو کہ حرام ہے، اس کا گناہ خیانت کرنے والے کی گردن پر ہوگا، ہاں! اگر صدقہ یا قربانی کرنے والے کو پہلے سے اس کا علم یا اندازہ ہو تو اُسے چاہیے کہ ایسے ادارے کو وکیل نہ بنائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

۱-''الوکیل بالشراء إذا وجد بالمشتریٰ عیبًا ورضی به وقبضهٗ ، فإن کان العیب لیس باستهلاک، مثل العمی وغیرہٖ لزم الأمر وإن کان استهلاکاً مما لایتغابن الناس فی مثلہٖ لم یلزم الأمر وکان الأمر أن یلزم المشتری۔'' (الفتاویٰ الہندیۃ، ج:۳،ص:۵۸۵، ط:ماجدیہ)

۲-''وأما حکمها: منه قیام الوکیل مقام الموکل فیما وکلهٗ بہٖ ولایجبر الوکیل فی اتیان ما وکل بہٖ إلا فی دفع الودیعة......'' (الفتاویٰ الہندیۃ، ج:۳،ص:۵۶۶، ط:ماجدیہ)

۳-''ومنه أنهٗ أمین فیما فی یدہٖ کالمودع فیضمن بما یضمن بہٖ المودَع ویبرأ بہ۔'' (الفتاویٰ الہندیۃ، ج:۳،ص:۵۶۷، ط:ماجدیہ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہٗ
ابوبکر سعید الرحمٰن	محمد انعام الحق	محمد عبدالقادر	محمد نیاز (رحمۃ اللہ علیہ)

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ماہنامہ ''بینات'' کی خصوصی اشاعتیں

①	حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ	=/400 روپے
②	حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	=/500 روپے
③	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/400 روپے
④	حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/400 روپے
⑤	حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/350 روپے
⑥	حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/100 روپے
⑦	حضرت مفتی عبدالمجید دین پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ	=/100 روپے